Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

یوم - جمعہ

فی پرچہ ۱ آنہ

۱۷ شوال سنہ ۱۳۷۱

جلد ۴۰/۶ | ۱۱ وفا ۱۳۳۱ ھش | ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۶۳

اخبار احمدیہ

ربوہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج حسب ذیل اطلاعات بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہیں۔

ربوہ ۷ جولائی - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خراب ہے

ربوہ ۸ جولائی - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو گرمی سے ضعف ہو گیا ہے۔ جو ابھی جاری ہے۔

ربوہ ۹ جولائی - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ابھی تک گرمی کے اثر سے ناساز ہے گو بارش سے خنکی ہوئی ہے۔ مگر طبیعت میں افاقہ نہیں ہوا۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۱۰ جولائی - محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کو آج سانس کی تکلیف نہیں۔ مگر ٹمپریچر ۹۹.۵ ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں

جماعت احمدیہ کے خلاف موجودہ مہم کی تہ میں جو مقصد کارفرما ہے وہ خالصۃً سیاسی ہے

اگر اس شورش کا جلد سدباب نہ کیا گیا تو پھر فرقہ وارانہ عصبیت کا طوفان روکے بھی نہ رک سکیگا۔

بعض بیرونی عناصر کے گٹھ جوڑ کی مذمت میں روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا مقالہ افتتاحیہ

روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے ۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ آجکل پنجاب میں فرقہ وارانہ عصبیت کی جو رَو چل رہی ہے، اس میں بعض بیرونی عناصر کے باہم گٹھ جوڑ کا بہت دخل ہے، پاکستان کی سالمیت کے نام پر الحاج خواجہ ناظم الدین اور مرکزی حکومت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اس چیلنج کا منہ توڑ جواب دیں۔ جو قائداعظم کے ورثہ "اتحاد۔ تنظیم اور یقین" کو پوری شدومد کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔ معاصر کو بنے آخر میں قوم کو بھی متنبہ کیا ہے کہ فرقہ وارانہ عصبیت کے موجودہ رجحان کی ہمت افزائی کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم خود دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ "بول" کے اس مقالہ افتتاحیہ کا ترجمہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

۸ جولائی کے ایشوع میں ہم نے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا۔ کہ آجکل پنجاب میں فرقہ وارانہ عصبیت کا جو طوفان جوش مار رہا ہے۔ اس کی تہ میں ضرور کسی نہ کسی بیرونی طاقت کا ہاتھ ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نامہ نگار مقیم قاہرہ نے اس خدشہ کی تصدیق کر دی ہے۔ اس نے انکشاف کیا ہے۔ کہ دہلی اور کابل کے باہمی گٹھ جوڑ نے پاکستان کو عرب ممالک سے جدا کرنے کی ایک جارحانہ مہم شروع کر رکھی ہے۔

ایشیائی قیادت کا خواب

ہندوستان ابتدا ہی سے ایشیائی قیادت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اور اس نے اپنی اس خواہش کو چھپانے یا اس پر پردہ ڈالنے کی کبھی کوشش نہیں کی ہے۔ ادھر اسلامی ممالک کے جائز موقف کی حمایت کر کے ہمارے وزیر خارجہ (آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان) نے جس دلیری اور کامیابی سے ان کی علمبرداری کے فرائض سر انجام دیئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں دنیائے اسلام میں پاکستان کی قدر و منزلت اور اس کی ہر دلعزیزی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اندریں حالات ایشیائی قیادت کے ہندوستانی خوابوں کا شرمندہ تعبیر ہونا آسان نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی پیشکردہ تجویز کے مطابق اسلامی ملکوں کے وزراء اعظم کے مابین باہمی صلاح و مشورے کا نظام قائم ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ تو یہ چیز ان سپنوں کے تابوت میں آخری کیل کا کام دے گی۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں واضح طور پر اسلامی بلاک کا معرض وجود میں آنا یقینی ہے۔ خواہ ابتدا اسے کار یہ محض ایک خاکہ کی شکل میں ہی کیوں نہ ظاہر ہو۔ اس کی وجہ سے ہندوستان کی ایشیائی قیادت کا خاتمہ لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے مطلب براری کے لئے کرایہ پر خود مسلمانوں ہی میں سے اپنے بعض دیرینہ کرم فرماؤں کی خدمات حاصل کر کے پاکستان اور عرب ممالک کے درمیان نفاق و انشقاق کا بیج بونے اور اس طرح اپنے پرانے گھپ سے کام لینے کا تہیہ کرنا پڑا ہے۔

قوم پرور مسلمانوں کا متحدہ محاذ

قیام پاکستان سے قبل بھی کانگریس نے مسلم لیگ کو زک پہونچانے کے لئے مسلم عوام سے رابطہ پیدا کرنے کی ایک مہم جاری کی تھی۔ اس نے مومن۔ سرخپوش۔ احرار۔ علماء اور ہیچ قسم جماعتوں کو "قوم پرست مسلمانوں" کا نام دے کر انہیں مسلم لیگ کے مقابلہ میں ایک متحدہ محاذ کی شکل دی۔ قائد اعظم کی لیڈر شپ کو بدنام کرنے اور بدعلامت بنانے کیلئے مذہبی جنون اور منافرت کو کام میں لانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ اس وقت یہی لوگ جو آجکل پاکستان میں اپنے سابق آقایانِ ولیٔ نعمت کے بتائے ہوئے پرانے ہتھکنڈوں سے کام لے رہے ہیں، خود قائداعظم کے مذہبی اعتقادات کے بارے میں بہتان طرازی اور افترا پردازی سے بھی نہ چوکے۔ چنانچہ انہوں نے قائداعظم کو "کافر اعظم" کہہ کر پکارا۔ مسلم عوام کے جذبات کو ابھارنے اور اس فریب کاری کو مزید تقویت پہونچانے کے لئے ایک جھوٹا قصہ بھی گھڑا گیا۔ اور وہ یہ کہ (نعوذ باللہ) قائداعظم نے ایک وقت میں "سول میرج" کر کے اسلام سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کیا تھا۔ بالآخر اسی اخبار (سول اینڈ ملٹری گزٹ) کے پرانے فائلوں کے حوالے سے اس سفید جھوٹ اور بہتان عظیم کی قلعی کھولی گئی۔ قائداعظم نے لیڈرشپ کی خداداد صلاحیتوں کی بدولت اس متحدہ حملے کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ مسلم عوام سے رابطہ پیدا کرنے کی کانگریس نے جو مہم جاری کی تھی۔ اس سے اس رنگ میں فائدہ اٹھایا کہ مسلم لیگ کی صفوں میں پہلے سے کہیں زیادہ تنظیم و ضبط اور اتحاد پیدا ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد پر کانگریس کے اس شدید حملے کے بعد ہی مسلم لیگ کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہوا۔ اور اس نے صحیح معنوں میں ایک عوامی جماعت کی شکل اختیار کی۔ اس کے بعد صوبہ سرحد کو پاکستان سے جدا کرنے کی مہم شروع کی گئی۔ اور اس کی خاطر پختونستان کا ڈھونگ رچایا گیا۔ لیکن صوبہ سرحد کے عوام نے مخالفین کی ایک نہ چلنے دی۔ اور ان کے فہم و فراست کی بدولت یہ مہم بھی بالآخر ناکام و سرنگوں ہو کر اپنے انجام کو پہونچی۔ پھر کشمیری عوام کو نظر انداز کرتے ہوئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی مدد سے مہاراجہ سے ساز باز کی گئی۔ اور اس طرح پاکستان میں کشمیر کی شمولیت کو ناکام بنایا گیا۔

ہندوستان اور افغانستان کا گٹھ جوڑ

اب جیسا کہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندے مقیم قاہرہ نے انکشاف کیا ہے کہ قاہرہ میں افغانستان کے نئے سفیر کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے عرب ممالک کو پاکستان سے جدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ غالباً نئے افغانی سفیر کو وہاں ان مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے ہی بھیجا گیا ہے۔ ہندوستانی اور افغانی مدبروں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ عرب ممالک پر یہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۴ پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں چھپوا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدق دل سے "خاتم النبیین" یقین کرتی ہے

(از مکرم محمد عبد الحق صاحب مجاہد گنج مغلپورہ)

احراری اور ان کے ہمنوا جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلانے کے لئے یہ مکروہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتی حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو صدق دل سے خاتم النبیین یقین کرتی ہے چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "ہمارا یہ پختہ اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے بہتر و افضل ہیں۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء جو گذر چکے ہیں یا آئندہ قیامت تک ہوں گے آپ افضل و برتر ہیں" (التبلیغ صفحہ ۔۔)

(۲) "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں" (ایام الصلح صفحہ ۔۔)

(۳) "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں اور جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷)

(۴) "ہم مسلمان ہیں۔ خدا تعالےٰ کی کتاب قرآن مجید پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور آپ کا دین تمام دینوں سے افضل ہے اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔" (مواہب الرحمٰن ترجمہ عربی صفحہ ۶۶)

(۵) "کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا۔ وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے۔ کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالےٰ یہی پلہ بھاری رہے گا۔" (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

پھر یہ بھی واضح ہے۔ کہ کوئی شخص جماعت احمدیہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ بیعت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار بصدق دل نہ کرے۔ جماعت احمدیہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسلام کا دشمن قرار دینا اتنی بڑی زیادتی ہے کہ خود غیر احمدی شرفاء بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ لاہور کا مشہور اخبار "انقلاب" لکھتا ہے:۔

"ہمارے نزدیک احمدیوں کو خاتم الانبیاء کے سخت دشمن اور اسلام کے مخالف کہہ دینا پرلے درجہ کی ناانصافی اور غلط بیانی ہے۔ اگر آپ کو قادیانیوں سے اختلاف ہے۔ تو اسے ظاہر کیجئے۔ لیکن اتنا سنگین الزام ان پر نہ لگایئے۔" (انقلاب ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء)

میری تبلیغ دشمن کر رہا ہے

میری تبلیغ دشمن کر رہا ہے
یہی تو ہے کرامت قادیاں کی

جو تو نے گالیاں دے لیں تو کیا ہے
نہیں بگڑی نجابت قادیاں کی

قیامت میں خدا اسے کیا کہے گا
بتائی میں نے یہ گت قادیاں کی

سن اے ناداں! بڑی مہنگی پڑے گی
تجھے اس دن عداوت قادیاں کی

کفِ افسوس تو اس دن ملے گا
کھلے گی جب حقیقت قادیاں کی

تری اولاد ہو یا تو کرو گے
قبول آخر سیادت قادیاں کی

فرشتے آسمانوں سے اتر کر
کرائیں گے اطاعت قادیاں کی

دلوں میں عرش سے الہام کر کے
وہ ڈالیں گے محبت قادیاں کی

زمین و آسماں کے بھاگ جاگے
بٹی جس وقت نعمت قادیاں کی

تناور ہو گیا ہے یہ درخت اب
کہ ہے اسلام طاقت قادیاں کی

عبد المنان ناہید

بقیہ لیڈر۔ صفحہ ۳ سے آگے

جوع الارض کی تسکین کے لئے پامال کیا۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں حبشہ کی آزادی کو محفوظ رکھا۔ فرق اس قدر ہے۔ کہ پہلی صورت میں خودی کسی قانون کی پابند نہیں۔ دوسری صورت میں قانون الٰہی اور اخلاق کی پابند ہے۔ بہرحال محدود خودی کے تعین کا نام شریعت ہے"۔

(مکاتیب اقبال مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔اے۔ صفحہ ۲۰۲)

تو یہی مسولینی کی خودی کی بے راہ روی کے تجربہ سے یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ الٰہی الٰہی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ جو خودی کو صراط مستقیم پر لائی رہے۔ ورنہ اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو ہم آج کل دنیا کا دیکھ رہے ہیں۔ شریعت کی طرف اس الٰہی رہنمائی کو جو زمانہ کے ساتھ ساتھ ہوتی ضروری ہے۔ ہم امتی غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں۔ جو مسولینی اور ہٹلر جیسی خودیوں کو شریعت کی پابندی کی طرف لائے۔

موجودہ زمانہ میں مسولینی اور ہٹلر جیسی بے راہ رو خودیوں کی اتنی کثرت ہو گئی ہے۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ فرعونوں اور نمرودوں کا زمانہ ہے۔ بے شک جب تک ان کو شریعت اسلامیہ کا پابند نہ بنایا جائے گا۔ وہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جس کی علامہ اقبال کو تمنا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب تک شریعت کے امکانات کو اس زمانہ کے مطابق نہ کھولا جائے۔ ایسا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کو ایک ایسے سمندر سے تشبیہہ دی ہے۔ جس سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق گوہر نکالے جا سکتے ہیں۔ اب ان گوہروں کو نکالنے والے کسی کامل غواص کی ضرورت ہے۔ ایسا کامل غواص اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔

ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق ایسے غواص آتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بھی خاص غواص وہ ہیں جن کو مجددین کہا گیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ شیطانی طاقتوں نے دنیا کی تمام مادی طاقتوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور ہزاروں شداد لاکھوں نمرود اور کروڑوں فرعون اور ابوجہل پیدا ہو رہے ہیں۔ ضرور تھا۔ کہ ان کے مقابلہ میں شریعت اسلامیہ کے ممکنات کو پیش کرنے والی کوئی ایسی ہستی ہوتی۔ جس کو وہ طاقتیں دی جاتیں۔ جو نبوت کی طاقتیں کہلاتی ہیں۔ کیونکہ موجودہ زمانہ وہ ہے۔ جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔ ظہر الفساد فی البر والبحر یعنی تمام زمین اور تمام سمندروں میں فساد پھیل گیا ہے۔ جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ایسی ہستی کو حدیث میں الامام المہدی یا ابن مریم کہا گیا ہے۔ جو ہمارے نزدیک ایک ہی شخصیت ہے۔ اور یہ مختلف نام اس شخصیت کے دو پہلو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی الامام المہدی کے نام کے رو سے وہ امتی ہوگا۔ یعنی شریعت اسلامیہ کی تجدید و احیاء کریگا اور ابن مریم کے نام کی حیثیت سے اسکو نبوت کی طاقتیں عطا ہوں گی۔ تاکہ وہ شریعت اسلامیہ کے امکانات اپنے زمانہ کی باطل قوتوں کے مقابلہ میں پیش کرے اور زمانے کے شدادوں۔ نمرودوں اور فرعونوں کے ہتھکنڈوں کا طلسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آوردہ شریعت سے توڑ دے۔

ایسی نبوت محض "ختم نبوت" کا ہی آلہ کار ہے جس طرح ایک جرنیل کسی ہیڈ حاکم کا آلہ کار ہوتا ہے۔

اس زمانے کے لحاظ سے جو شریعت محمدیہ کے امکانات واشگاف کرتی ہو اگر نہ مانیں گے تو وقت کے خط مستقیم پر جو اس زمانہ میں تخلیقات ہمیشہ ہو رہی ہیں۔ وہ الحاد کی آغوش میں پرورش پائیں گی نہ کہ اسلام کی آغوش میں۔

اس مقالہ میں روحانی آزادی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ گویا اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ہونے والی تخلیقات کو شریعت اسلامیہ سے بالکل آزاد کر دیا ہے۔ اور اس کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے۔

اس لئے اس مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے بعد ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ یہ مقالہ ہرگز علامہ اقبال کی تصنیف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ اس کے مندرجہ الفاظ سے کہ

"عہد حاضر کے انسان کو مجوسیت کے پیروؤں کے مقابلہ میں بہت زیادہ روحانی آزادی ہے۔"

یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عہد حاضر کا انسان شریعت اسلامیہ کے بند و قیود سے بھی آزاد ہے۔ حالانکہ علامہ اقبال کے خط کا جو اقتباس ہم نے اوپر دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ علامہ اقبال مسولینی یا ہٹلر کی خودی کو اس وقت تک محض جوع الارض سمجھتے ہیں۔ جب تک وہ [illegible] قانون الٰہی کی پابند ہو کر مسلمان نہ ہو جائے۔ اس لحاظ سے یقیناً یہ مقالہ کسی افروختہ دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

روزنامہ "الفضل" لاہور
مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء

علامہ اقبال کا مقالہ

(۳)

علامہ اقبال سے منسوب مقالہ زیر بحث میں کہا گیا ہے کہ

"غالباً نسل انسانی کی ساری ثقافتی تاریخ میں ختم نبوت کا یہ تصور سب سے زیادہ اور بالکل اچھوتا عقیدہ ہے۔" (آفاق ۹ جولائی)

یہ بات بھی واضح کرتی ہے۔ کہ یہ مقالہ ہرگز علامہ اقبال کا چکیدۂ قلم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ مقالہ لکھنے والے کی دوسرے الہامی مذاہب کی تاریخ سے ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ قرآن کریم سے کلی بے علمی واضح ہوتی ہے۔ اور علامہ اقبال پر قرآن کریم سے بے علمی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کیونکہ ان کی قرآن خوانی کے قصے کافی مشہور رہیں۔ اور ان کی تصنیفات سے بھی واضح ہے ایک شخص جس کو قرآن کریم پر عبور ہو۔ وہ ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ جس کی تردید قرآن کریم نے صریح الفاظ میں کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ "ختم نبوت" کا یہ عقیدہ کہ اب کوئی نبی یا رسول منجانب اللہ ہدایت کے لئے نہیں آ سکتا۔ قریباً ہر نبی کی امت جب بگڑ جاتی تھی۔ ان میں راہ پا لیتا تھا قرآن کریم میں کم سے کم دو جگہ ایسی قوموں کا ذکر آیا ہے جنہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا تھا۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پہلے تو اس کا ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کے تعلق میں آیا ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنے والے کفار کہتے تھے۔

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبیّنٰت فما زلتم فی شک مما جاءکم بہٖ حتّٰی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً۔ کذالک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب۔ (سورہ مومن آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اور یقیناً یقیناً آیا تھا تمہارے پاس یوسف پہلے اس سے ساتھ دلائل کے پس ہمیشہ رہے تم شک میں اس سے کہ وہ لایا تمہارے پاس جیسے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا۔ کہا تم نے ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ بعد اس کے کوئی رسول۔ اسی طرح گمراہ ٹھیراتا ہے اللہ اس کو جو ہو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا۔

پھر اس کا ذکر سورہ جن میں آیا ہے۔ جہاں نہ صرف انسانوں بلکہ جنوں کی طرف بھی یہ عقیدہ منسوب کیا گیا ہے کہ

وانھم ظنّوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احداً (سورہ جن آیت ۸)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا تھا جیسا کہ گمان کیا تھا تم نے کہ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ کسی کو۔ یعنی اب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث نہیں کریگا۔ اب ذرا انصاف سے بتایا جائے۔ کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا ہو۔ جس میں یہ آیات موجود ہیں۔ وہ کبھی کہہ سکتا ہے۔ کہ

غالباً نسل انسانی کی ساری ثقافتی تاریخ میں ختم نبوت کا یہ تصور سب سے زیادہ اور بالکل اچھوتا عقیدہ ہے۔

کیا یہی بات ان مواقع پر چسپاں نہیں ہوتی۔ جن مواقع پر مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کفار نے آئندہ نبی آنے کا انکار کیا ہے۔ کیا اس وقت کا کوئی معاڑنگی قسم کا نیم فلسفی اسی مادی بنیاد پر جس مادی بنیاد پر آج کل کے بھاڑنگی کو یہ نظریہ سوجھا ہے نہیں سوچ سکتا تھا۔

اس الو کھے نظریہ کی بنیاد مقالہ نگار نے جہاں تک مقالہ کی اندرونی شہادت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس بات پر رکھی ہے کہ

عہد حاضر کے انسان کو مجوسیت کے پیروؤں کے مقابلہ میں بہت زیادہ روحانی آزادی حاصل ہے۔ تسلسل نبوت کے مجوسی عقیدہ کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ آئے دن نئی نئی مذہبی امتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی تھیں۔ جن کی اساس قسما قسم کے مذہبی طالع آزماؤں کے دعاوی پر رکھی جاتی تھی۔

یہ روحانی آزادی جس کا ذکر اس مقالہ میں کیا گیا ہے۔ دراصل وہی چیز ہے۔ جس کو مغربی داناؤں نے گذشتہ صدی میں "سیکولرزم" یا "عقلیت" کا نام دیا ہے۔ یعنی کسی ما بعد الطبعیاتی واضح آئین کی حاکمیت سے آزاد ہو کر محض انسانی عقل کے ذریعہ اخلاقی۔ بنیادی اقدار کا تعین کرنا۔

علامہ اقبال جو نہ صرف قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتا تھا۔ بلکہ جدید فلسفیانہ رحجانات پر بھی پورا عبور رکھتا تھا۔ جو مغرب ہی میں نظریہ عقلیت کی تردید میں پیدا ہو رہے تھے۔ کس طرح ایسی غلط بات کہہ سکتا تھا۔ جو رلیں قرآن کریم کی تعلیم اور جدید فلسفیانہ رحجانات دونوں کے صریح متخالف ہے۔ کیا اقبال کو اتنا بھی علم نہیں تھا۔ کہ برگساں وغیرہ نے ہربرٹ سپنسر وغیرہ کے فرسودہ مادیاتی فلسفہ کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔

پھر اس مقالہ میں کہا گیا ہے۔

آریائی اور مجوسی ذہنیت کے نزدیک وقت کا تصور ایک مسلسل چکر ہے۔ دنیا میں کوئی نئے واقعات رونما نہیں ہوتے بلکہ مقررہ وقفوں کے بعد جو کچھ پہلے ہو چکا ہے۔ وہی پھر در پیش آ جاتا ہے۔ برعکس اس کے مسلمانوں کے نزدیک وقت کی رفتار ایک خطِ مستقیم ہے۔ جس میں ہمیشہ تازہ تخلیقات ہوتی رہتی ہیں۔ یہ فخر مسلمانوں کو حاصل ہے۔ کہ ان کے ایک بہت بڑے مورخ اور مفکر ابن خلدون نے دنیا کو سب سے پہلے تاریخی ارتقاء اور وقت کے اس نئے تصور سے آشنا کیا۔ (منہ)

اب جس شخص نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس اصول کے پیش نظر احمدیت پر کبھی مجوسیت یا آریائیت کا الزام نہیں لگا سکتا۔ جس شخص نے حضور علیہ السلام کا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھا ہے۔ جو مذاہب کی کانفرنس میں حاصل بزم سمجھا گیا تھا۔ وہ جانتا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام ارتقائی اصول کے ہی مبلغ تھے آپ نے اسلامی اصول کے زیر تربیت انسانی زندگی کے ارتقاء کو ایک جملہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

اسلام حیوان سے انسان۔ انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بناتا ہے۔

جس شخص نے صرف اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی ہو۔ وہ کبھی احمدیت پر مجوسیت یا آریائی تصور وقت کا الزام نہیں لگا سکتا۔ اب علامہ اقبال پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ اس نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا مطالعہ بھی نہ کیا ہو۔ اس لئے یہ گمان کرنا کہ اس مقالہ کا مصنف علامہ اقبال ہو سکتا ہے۔ سراسر غلط ہے۔

جس معنی میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم بعد زمانہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ وہ وقت کے مجوسی یا آریائی تصور پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ وقت کے ارتقائی تصور پر مبنی ہے۔ یا کم از کم وقت کے اس تصور کے منافی نہیں ہے۔

ان بزرگانِ اسلام کا تصور اجرائے نبوت صرف اس قدر ہے۔ کہ اب بعد زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی مامور من اللہ اسی آخری شریعت کی تجدید و احیاء کے سوا جس کا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہو چکا ہے۔ نہیں آ سکتا۔

اس قسم کی نبوت کوئی نیا شریعتی اصول پیش نہیں کرتی۔ اور نہ کوئی نئی کتاب لاتی ہے۔ اس کا کام صرف اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اسی شریعت کے امکانات کو زمانہ کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ پیش کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود اسی اصول کو پیش فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یعنی ہم نے ہی ہمہ گیر مکمل شریعت نازل کی ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ کے امکانات کو رفتارِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بروئے کار لانا ہمارا کام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دنیا کو یہی چیلنج ہے۔ کہ تم کوئی صداقت فلسفہ کی یا مذہب کی ایسی پیش نہیں کر سکتے۔ جس کی بنیاد قرآن پاک میں موجود نہ ہو۔ جو شخص سرسری نظر سے مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کا مطالعہ کرے گا۔ اس کو ان میں یہ چیز آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آئیگی۔ ایسی نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اس مقالہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ

"مسلمانوں کے نزدیک وقت کی رفتار ایک خطِ مستقیم ہے۔ جس میں ہمیشہ تازہ تخلیقات ہوتی رہتی ہے۔"

یہ ہمیشہ ہونے والی تازہ تخلیقات اگر اکمالِ دین اور ختم نبوت کے منافی نہیں ہیں۔ تو پھر وہ نبوت جو ان ہمیشہ ہونے والی تازہ تخلیقات کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ کے ارتقائی اسرار کو کھولتی ہے۔ کس طرح ختم نبوت کے منافی کہی جا سکتی ہے۔ تمام علمائے اسلام ایسی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بھی اسی نبوت کا ہے۔

پھر اس مقالہ میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ

"عہد حاضر کے انسان کو مجوسیت کے پیروؤں کے مقابلہ میں بہت زیادہ روحانی آزادی حاصل ہے۔"

اسلامی شریعت کاملہ کے ماحول میں اس کو فٹ کرنے کے لئے ہمیں ضرور اللہ تعالیٰ کے کلام

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

کی پناہ لینی پڑیگی۔ اگر اس فقرے کے یہ معنے لئے جائیں۔ کہ شریعت اسلامیہ کی تکمیل کے بعد انسانی عقل کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ "ختم نبوت" کا مقصد محض مغربی ملحدانہ مادی ترقیات کے جواز کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے اپنے ایک خط میں جو آپ نے مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی کے نام ۱۲ر دسمبر ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا فرمایا ہو کہ

"دین اسلام جو ہر مسلمان کے عقیدہ کی رو سے ہر شے پر مقدم ہے۔ نفسِ انسانی اور اس کی مرکزی قوتوں کو فنا نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے عمل کے لئے حدود معین کرتا ہے۔ ان حدود کے معین کرنے کا نام اصطلاحِ اسلام میں شریعت یا قانون الٰہی ہے۔ خودی خواہ مسولینی کی ہو خواہ ہٹلر کی قانون الٰہی کی پابند ہو جائے تو مسلمان ہو جاتی ہے۔ مسولینی نے حبشہ کو محض

(باقی ص ۳ پر)

اخبار "غریب" لائلپور کی بے مثال افتراپردازی

اور ختم نبوت کے پاسبان ملاؤں کی اصلی حالت بالفاظ اخبار "غریب"

از مکرم جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ انگلستان

روزنامہ "غریب" نے ۲۹ جون ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں اپنے خاص نمائندہ مقیم لاہور کی اطلاع کے مطابق یہ شائع کیا ہے کہ احراری لیڈروں اور کارکنوں کی گرفتاریوں سے لاہور شہر کے مسلمانوں میں سخت ہیجان اور غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ کہ ہزارہا مسلمانوں نے مرزائیت کے خلاف جہاد کے لئے اپنے نام پیش کر دیئے۔ اور احراری مجلس عاملہ کی میٹنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری آج (۲۷ جون) لاہور پہنچ گئے ہیں۔ ہزارہا مسلمانوں نے آج ان کا استقبال کیا۔"

حالانکہ پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۹ جون میں سٹاف رپورٹر کی طرف سے ۲۸ جون کی یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ہفتہ کے روز یعنی (۲۸ جون) کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے آنے کی امید تھی۔ لیکن وہ نہیں پہنچے اور اب اتوار کو ان کے پہنچنے کی توقع ہے۔

اور اسی طرح نوائے وقت نے ۳۰ جون کے پرچے میں ۲۸ جون کی یہ خبر درج کی ہے کہ "سید عطاء اللہ شاہ بخاری نہیں پہنچے کل صبح لاہور پہنچ رہے ہیں۔"

لیکن لائلپوری "غریب" اخبار کے نمائندہ خاص مقیم لاہور کی یہ افتراپردازی ملاحظہ فرمایئے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۲۷ جون کو احرار کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے لاہور پہنچ گئے ہیں اور ہزارہا مسلمانوں نے ان کا استقبال بھی کیا۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں۔ کہ یہ لوگ محافظین ناموس حضرت خاتم النبیین کے دعویدار ہیں۔ جو سچوں کا سردار تھا۔ اور صدوق اور امین کے لقب سے اپنے ہموطنوں میں مشہور تھا۔ لیکن یہ تحفظ ختم نبوت کے دعویدار بات بات میں جھوٹ برتنے کے عادی اور بہتان طرازی اور افتراپردازی میں کمال مہارت رکھتے ہیں اور عام لوگوں کو متاثر کرنے اور ان میں اپنی ساکھ بٹھانے کی خاطر جھوٹی خبریں شائع کرنے اور کذب بیانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ خدا کا رسول اور تمام نبیوں کا سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی حمایت کا محتاج ہے حاشا وکلا۔

روزنامہ "غریب" کی مذکورہ خبر سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو اپنے متعلق جھوٹی خبریں بناتے اور ان کی اشاعت میں اس قدر بے باک ہیں وہ احمدیوں کے متعلق کس قدر افترا پردازی سے کام لیتے ہوں گے۔ نیز ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کی دوسری خبریں کہ ہزاروں مسلمانوں نے مرزائیت کے خلاف جہاد کے لئے اپنے نام پیش کر دیئے اور یہ کہ احراری ملاؤں کی گرفتاری سے مسلمانوں میں سخت ہیجان پھیل گیا۔ ایک ناپاک افتراء ہے

ناموس حضرت خاتم النبیین کے پاسبان ملاؤں کی اصلی حالت

جن ملاؤں کی گرفتاری پر بقول "غریب" ہزارہا مسلمانوں نے مرزائیت کے خلاف جہاد کے لئے نام پیش کر دیئے۔ اور مسلمانوں میں ہیجان پھیل گیا۔ جن کی تائید اور ان کی شہرت کے لئے جھوٹی خبریں شائع کی جاتی ہیں اور جا بجا ہنگامے برپا کئے جا رہے ہیں اور جو باوجود ہمارے بار بار اقرار کے کہ ہم سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بصدق دل خاتم النبیین اقرار کرتے ہیں۔ ہم پر از راہ ظلم و افترا یہ الزام دیئے جا رہے ہیں۔ کہ ہم حضرت خاتم النبیین کے منکر ہیں ان کی اصلی حالت "غریب" کے اسی پرچہ کے ایڈیٹوریل میں ملاحظہ فرمایئے۔

"اگر گزشتہ ساڑھے بارہ سو سال کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔ تو ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا۔ کہ مسلمانوں میں نفاق بدباطنی اور بدکرداری پھیلانے اور مسلمانوں کو اسلام سے دور پہنچانے والے یہی ملا تھے۔ اور یہی وہ ملا ہیں۔ جنہوں نے ایک وقت میں تین تین چار چار خلفاؤں کو مسند خلافت کا حقدار قرار دیا۔ یہی وہ ملا ہیں جنہوں نے ہلاکو و چنگیز کو فرمانروائے اسلام بتایا اور خلافت (خواہ وہ غلط تھی یا صحیح) کو ختم کر دیا یہی ہیں وہ ملا جنہوں نے ہندوستان مصر و شام ۴

۴ اور دیگر اسلامی ممالک پر انگریز کی حکومت کو خدائی حکومت قرار دیا۔ اور پھر ان ہی ملاؤں نے اپنے فتووں سے مقدس کعبہ پر گولیاں چلانے کے لئے فتوے صادر کئے۔ اور آج! آج بھی یہی ملاں مسلمانوں میں نفاق اور بدباطنی کی دیوار مسلمانوں کے اپنے خون سے چن رہے ہیں۔ آخر کب تک مسلمانوں کو اس طرح دھوکہ دیا جاتا رہیگا کب تک مسلمانوں کو غیروں کے سامنے ذلیل و خوار کیا جاتا رہے گا۔ کب تک دوسرے مذاہب کو اسلام کے نام لیواؤں پر ہنسنے کا موقع دیا جاتا رہے گا۔

ڈاکٹر اقبال نے بھی ملاؤں کے متعلق یہی کہا ہے۔

"دین ملا فی سبیل اللہ فساد"

نیز لکھا ہے

بے نصیب از حکمت دین نبی
آسمانش تیرہ از بے کوکبی
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب
کور مادر زاد و نور آفتاب

لیکن افسوس ہے کہ انہی ملاؤں کو "غریب" "زمیندار" وغیرہ اپنا مقتدا بنا رہے ہیں اور ان کے پیدا کردہ فتنہ تفریق بین المسلمین کی جو پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر دیگا تائید کر رہے ہیں۔ مگر یاد رکھیں

کجا غوغائے شاں بر خاطر باد شتے آرد
کہ صادق بندہ نبود دگر بند قیامت را

آخر کار حق دنیا میں غالب آ کے رہے گا۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ غائب ہو جائے گا۔ اور صادق اپنے صدق کی برکت سے نجات پائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامہ مسلمان قوم اور پاکستان کی تباہی کے مترادف ہے

چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے پاکستان کی بے مثال خدمات انجام دی ہیں

(از خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی منقول از منادی بابت ۴ جون ۱۹۵۲ء)

میں نے ۲۲ کے منادی میں قادیانی جماعت کراچی کی نسبت لکھا تھا۔ کہ اس جماعت کے جلسے کے خلاف جو ہنگامہ ہوا۔ وہ مصلحت وقت کے خلاف تھا۔ میں نے قرآن مجید کی آیت بھی لکھی تھی کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے عمل کا حساب لیا جائے گا۔ دوسروں کے اعمال کی پوچھ گچھ نہیں ہو گی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں قادیانی جماعت کے عقائد کے ہمیشہ خلاف رہا ہوں اور اب بھی خلاف ہوں۔ مگر موجودہ وقت ایسا نازک ہے کہ مسلمانوں کو شیعہ سنی مقلد غیر مقلد کے اختلافات ترک کر دینے چاہئیں۔

چوہدری ظفر اللہ خاں نے باوجود قادیانی ہونے کے پاکستان بننے کے بعد سے آج تک یورپ اور امریکہ اور اسلامی دنیا میں جو خدمات پاکستان کی انجام دی ہیں۔ وہ بے مثال ہیں۔ اگر پاکستان کی تخت گاہ کراچی میں مسلمان ان کی مخالفت کریں گے۔ تو امریکہ اور یورپ اور اسلامی ملکوں کے دلوں سے پاکستان کا وقار جاتا رہے گا۔

مجھے یقین تھا کہ کراچی میں مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اور مولانا سید سلیمان صاحب ندوی جیسے معاملہ فہم اور تاریخ کے ماہر موجود ہیں۔ وہ عوام کی غلط فہمیاں دور کر دیں گے۔ اور یہ فتنہ زیادہ نہ بڑھے گا مگر یہ میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ اور اخباروں نے ایک ایسی خبر شائع کی کہ میرا دل پاش پاش ہو گیا۔ یعنی اخباروں نے شائع کیا کہ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اور مولانا سید سلیمان صاحب ندوی وغیرہ علماء نے جمع ہو کر ایک نیا جلسہ کیا۔ جس میں سر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ کیا گیا مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کو جب کراچی میں نظر بند کیا گیا تھا۔ تو میں نے کراچی جا کر حاجی خواجہ شہاب الدین صاحب وزیر داخلہ پاکستان سے کہا تھا کہ آپ نے ایک ایسے عالم کو نظر بند کیا ہے جس نے ساری عمر مسلم لیگ کی خدمات انجام دی ہیں۔ اور خواجہ شہاب الدین صاحب نے اس کو تسلیم کر کے نظر بندی کی میعاد ختم ہونے سے پہلے ان کو رہا کر دیا تھا۔

اور مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی نسبت تو بھارت کے پانچ کروڑ مسلمانوں کا اور پاکستان کے سب چھوٹے بڑے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آج بھارت اور پاکستان میں ان سے زیادہ گذشتہ تاریخ کے ٹھیک بدحالات کے نتائج پر کسی دوسرے مورخ کی نظر نہیں جاتی پھر میں کیونکر یقین کر لوں کہ جو کچھ اخباروں میں چھپا ہے وہ درست ہے؟ اخباروں میں بہت سی غلط باتیں بھی شائع ہو جاتی ہیں۔ میں پچاس برس سے اخبار نویسی کرتا ہوں اور آجکل باوجود بینائی خراب ہو جانے کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے روزانہ اخبار پڑھتا ہوں اور بھارت اور پاکستان کے عوام کے رجحان طبع اور خیالات کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں اس لئے

جب میں نے مذکورہ خبر پڑھی تو بے اختیار میری زبان سے نکلا خبر غلط ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا سلیمان ندوی کبھی ایسی بے عقلی کا کام نہیں کر سکتے

لیکن اب تک کسی نے اس خبر کی تردید نہیں کی پاکستان کے اخباروں کو بھی پڑھا ریڈیو بھی سنے مگر اس خبر کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی اگر سچ مچ علماء مذکور نے ایسا جلسہ کیا تھا تو مجھے خدا کے سامنے سجدے میں گر کر اور رو رو کر دعا کرنی چاہیئے کہ وہ علماء مذکور کو اس غلط طرز عمل سے بچائے اور یا مجھ کو اس دنیا سے جلدی اٹھا لے تاکہ ۴۴

۴۴ میں اپنی مسلمان قوم کی تباہی اور پاکستان کی تباہی نہ دیکھوں جو ایسے غلط کاموں سے ہونی ضروری ہے۔

سپردِ خدا

از مکرم مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ

کل ۲ بجے دوپہر کے بعد ہماری لاری لاہور سے روانہ ہوئی۔ ابھی چند منٹ ہی گذرے تھے کہ سامان سے لدا ہوا ایک ٹرک سامنے آیا۔ اس پر جلی الفاظ میں "سپرد خدا" لکھا تھا۔ میں اس لفظ کی حقیقت پر غور کرتا رہا اور کافی دیر تک کھویا گیا۔ میں نے سوچا کہ انسان بالعموم اپنی نظروں سے اوجھل ہونے والے عزیز یا دوست کو سفر پر روانہ کرتے وقت آخری فقرہ "سپرد خدا" کہتے ہیں اور اس کہنے میں بڑی تسلی محسوس کرتے ہیں۔ احادیث نبویہ میں بھی استودعک اللہ کہنا مروی ہے۔ دراصل یہ فطرت کی آواز ہے۔ ایسا ہی جب کوئی عزیز زیست اور موت کی کشمکش میں ہوتا ہے تو رشتہ دار اس مریض کے آخری سانس محسوس کرکے اپنے دلوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ "سپرد خدا" اس سے ظاہر ہے کہ انسان درحقیقت ایک قادر مطلق اور غائب و حاضر کے مالک خدا کا قائل ہے اور کسی چیز کو اپنے قبضہ سے نکلتا ہوا دیکھ کر یا اپنی آنکھوں سے دور جاتا ہوا پاکر اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہے کہ اب اس دوست یا بھائی کی حفاظت اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی اسے ہر دکھ سے محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے میں اسے اسی کے سپرد کرتا ہوں۔

یہ احساس کتنا پاکیزہ اور کس قدر درست ہے مگر لیکن اس احساس کی بیداری صرف موت وفوت یا سفر و جدائی کے مواقع سے مخصوص نہیں ہونی چاہئیے۔ زندگی میں بھی اور حضر کی حالت میں بھی انسان دراصل اللہ تعالےٰ ہی کے سپرد رہتا ہے۔ سچ مچ کوئی چیز اسے نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ ضرر دے سکتی ہے جب تک خدا تعالےٰ کا فیصلہ اور ارادہ نہ ہو۔ ہزاروں موقعے ایسے آتے ہیں کہ انسان ایک کامیابی اور نفع کو اپنے ہاتھ میں اور یقینی سمجھتا ہے لیکن بالکل آخری مرحلہ پر وہ کامیابی ناکامی سے اور وہ نفع نقصان سے بدل جاتا ہے۔ زمیندار پختہ فصل کو دیکھ کر شاداں و فرحاں گھر واپس آتا ہے اور صبح فصل کاٹنے کا پروگرام بنا کر بستر خواب پر جاتا ہے مگر علی الصبح کھیت کو دیکھ کر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ ساری فصل راتوں رات تباہ ہو کر خاکستر بن چکی ہے ایسا ہی انسانی زندگی میں بے شمار مواقع ایسے آتے ہیں کہ انسان مایوسی اور ناکامی کا شکار ہوتا ہے اور اسے اپنی خلاصی اور نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیکھتا ہے کہ ناگہاں پردۂ غیب سے کسی بات پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ مایوسیوں کا شکار امید و ایقان سے بہرہ ور ہو جاتا ہے اور اس کے لئے کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔

جب انسان کی زندگی کے سمندر میں ہمیشہ ہی اس کی ناؤ امید و بیم کے درمیان رہتی ہے اور جب اس کا ہر آن حوادث کے تھپیڑوں اور طوفانوں سے دوچار ہونا مقدر ہے تو کیا یہ عقلمندی نہیں کہ انسان اس ناؤ کو اس ناخدا کے سپرد کر دے جو قادر مطلق ہے اور غائب و حاضر کا مالک ہے؟ میں سوچتے سوچتے بے اختیار پکار اٹھا کہ یقیناً یہی راہ درست ہے اور یہی دین فطرت ہے۔ اسلام کے معنے ہی یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو اپنے سارے خیالات و افکار کو اپنے تمام کاموں اور ان کے نتائج کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی مشیت اور اس کے ارادہ کو نافذ کرنے والا ایک آلہ بن کر رہ جائے۔ اسی میں اس کا کمال ہے اور یہی اس کے عروج کی انتہا ہے۔

میں نے سوچا کہ "سپرد خدا" وہ صحیح نصب العین ہے جو ہر مومن کو ہر لحظہ اپنے مدنظر رکھنا چاہئیے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ آیت قرآنی انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین اسی نصب العین کی تعیین کرتی ہے اور قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین اسی نصب العین کی عملی تفسیر ہے۔ لوگ تو صرف مرنے والے یا دور جانے والے کو ہی "سپرد خدا" کہتے ہیں اور محض رسمی طور پر دل کی تسلی دے لیتے ہیں مگر مومن تو اپنی زندگی میں اپنے آپ کو اور اپنی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز کو سپرد خدا کرتا ہے اس کا جینا خدا تعالےٰ کے لئے ہوتا ہے اور اس کی موت خدا کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا اپنوں سے سلوک خدا تعالےٰ کے لئے ہوتا ہے اور اس کا معاملہ غیروں سے بھی خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچنے کے ساتھ مومن لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کی منزل پر ہوتے ہیں اور لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا کے مطابق آسمانی بشارتیں ان پر اترتی ہیں۔

میں اس تصور میں کھویا ہوا تھا اور لاری بڑی تیز رفتاری سے شیخوپورہ سے آگے گذر چکی تھی کہ ایک شخص نے میرے پاس کے دوسرے آدمی سے کہا کہ وہاں پر خوب ہڑتال ہوئی ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ آجکل ہڑتال کیسی؟ میرے ساتھی نے کہا کہ گورنمنٹ نے احراری علماء کو مسجدوں میں خطبہ دینے پر گرفتار کر لیا ہے۔ اس لئے ہڑتال کی تجویز تھی۔ میں نے کہا یہ گورنمنٹ مسلمانوں کی گورنمنٹ ہے محض خطبہ کہنے پر آج تک کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ نیز گورنمنٹ کے آج کے اعلان میں صاف کہا گیا ہے کہ مسجدوں میں کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ اور نہ ہی محض خطبہ کی وجہ سے کسی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ گرفتاریاں تو تشدد اور فساد کی تحریک کرنے کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ کیا اس آزاد ملک کے لوگ اس لئے ہڑتال کرنا چاہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ تشدد اور فساد کی تحریک کرنے والوں کو گرفتار کرتی ہے؟ اس پر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ ذرا سے وقفہ کے بعد ایک صاحب نے کہا مرزائی ختم نبوت کے منکر ہیں اس لئے ان کے خلاف تحریک ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں احمدی ہوں یہ بات تو ہرگز درست نہیں کہ احمدی ختم نبوت کے قائل نہیں۔ ہم لوگ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے اس لئے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ یہ ہم پر سراسر بہتان ہے کہ ہم خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ ہمارا ان موجودہ مولویوں سے تفسیر میں کچھ اختلاف ہے ورنہ اور کچھ بات نہیں۔ ایسے اختلاف پر یہ علماء ہمیشہ سے کفر و ارتداد کے فتوے دیتے رہے ہیں۔ شیعہ سنی، اہلحدیث اور دوسرے فرقے ایک دوسرے پر فتوئ کفر لگاتے آئے ہیں۔ مگر آج ہمارے خلاف احراری لوگ تشدد پر صرف اس لئے اتر رہے ہیں کہ ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن بھائیو! خدا موجود ہے کیا وہ اس ظلم کو پسند کرے گا؟

میں نے یہ گفتگو ایسے دردمندانہ انداز میں کی کہ سب لوگوں پر خاموشی طاری ہو گئی۔ اور کہنے لگے پھر تو یہ طریق نادرست ہے اس پر میں نے وضاحت کی کہ حکومت کے اراکین احمدی نہیں لیکن وہ ملک میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے فساد کی تحریک کرنے والا کوئی ہو وہ اس پر پابندی عاید کریں گے اور حکومت مسلم لیگ کی ہے۔ صوبہ کی مجلس عاملہ مسلم لیگ نے حکومت پنجاب کے اقدام کو ضروری اور بروقت قرار دیا ہے۔ ان حالات میں عوام کا فرض ہے کہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور اس کے اقدام کی عملی تائید کریں کیونکہ ورنہ ملک کا امن خطرہ میں پڑ جائیگا اور پاکستان کا استحکام مخدوش ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس سے دشمنان پاکستان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مگر ملک کا سراسر نقصان ہے۔

اس تقریر کے بعد تمام سامعین نے پوزیشن کو سمجھ کر گورنمنٹ کے اقدام کو حق بجانب قرار دیا معلوم ہوتا ہے کہ کہ عوام کو دراصل مغالطہ اور تاریکی میں رکھ کر حکومت سے بدظن کیا جارہا ہے۔ کہیں کہا جارہا ہے کہ حکومت نے مسجدوں پر پہرہ لگا دی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ علماء دین کو اسلامی مسائل بیان کرنے سے روک دیا ہے حالانکہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ حکومت کو بار بار اپنے موقف کی توضیح کرتے رہنا چاہئیے۔ اور ملک کے بہی خواہ انسانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ عوام کو صحیح حالات سے باخبر رکھیں۔ اخبار نویس وہ ملک کی ایک خدمت بجا لائیں گے۔

اس کے بعد میں اپنی جگہ پھر "سپرد خدا" کے وسیع مفہوم پر غور کرنے لگ پڑا۔ حالات کے مطابق میں نے کہا کہ باقی قومیں اور جماعتیں اپنے جتھوں اور اپنی طاقتوں اور اپنے سامانوں پر سہارا رکھتی ہیں۔ مگر ہم احمدی تو کمزور ترین جماعت ہیں اور دنیا کی کوئی حکومت ہمارا حقیقی سہارا نہیں۔ ہم تو صرف اسی صورت میں زندہ رہ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیں۔ اور وہ اپنے فضل سے ہمیں نواز کر اپنی حفاظت میں لے لے تب پھر دنیا اور دنیا کے فرزند ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اسی تصور میں بے اختیار زبان پر ایک بزرگ کا یہ شعر آگیا ؎

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اب ربوہ اور احمد نگر آگئے اور میں لاری سے اتر گیا اللہ تعالےٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین

احباب اپنے غیر احمدی دوستوں کو اصل حوالوں سے آگاہ کریں

آجکل بعض اخبارات احراریوں کے احمدیہ لٹریچر سے کتر بیونت کئے ہوئے حوالے بڑے اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔ ہر احمدی دوست کا فرض ہے کہ وہ نیک مجلس دوستوں کو صحیح حوالوں سے واقف کرائیں اور اگر کسی دوست کے پاس کتابیں نہ ہوں تو وہ ایسے احباب کے لئے مولوی ابو البشارت عبد الغفور صاحب مبلغ مسجد احمدیہ لاہور کی رہنمائی حاصل کریں بیرونجات کے دوست بھی ایسے متجسس احباب کی مدد اسی طرح کریں۔

نیز اگر کسی غیر از جماعت دوست کو اصل حوالے دیکھنے کی ضرورت پڑے تو کسی احمدی سے مل کر اصل کتاب یا حوالہ دیکھ سکتے ہیں۔

بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر کے لئے مزارع احباب کے ذمہ دس ایکڑ سے زائد زمین کی صورت میں ایک آنہ فی ایکڑ۔ اس سے کم زمین کی صورت میں دو پیسہ فی ایکڑ چندہ تجویز کیا گیا ہے کیا آپ نے اس شرح کے مطابق خانہ خدا کی تعمیر کیلئے چندہ ادا فرما دیا ہے؟

احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سیاسی بدعقلی و حماقت کی انتہا ہے

یہ مطالبہ مسلمانوں کی سیاسی خودکشی کے مترادف ہوگا

مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر روزنامہ انقلاب کا مقالہ

مندرجہ ذیل مقالہ مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر انقلاب لاہور نے ۱۹۳۵ء میں لکھا تھا۔ اس کے بعض حصے گو وقتی حالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن نفس مضمون آج بھی اس قابل ہے۔ کہ ہر مسلمان اس پر سنجیدگی سے غور کرے۔

مجلس احرار اسلام نے کچھ مدت سے احمدیوں کے خلاف جو طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ مجلس احرار آئندہ انتخابات کے لئے اپنی تنظیم کرنا چاہتی تھی۔ اور اس تنظیم کے لئے کوئی نہ کوئی ہنگامہ مطلوب تھا۔ حکومت کے خلاف ہنگامہ بپا کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ کیونکہ کانگرس تک حکومت سے مرعوب ہو چکی تھی۔ اور گول میز کانفرنسوں میں مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ہندوؤں کے خلاف ہنگامہ برپا کرتے تو دارو گیر اور مقدمات شروع ہو جاتے اور اصل مقصد (تنظیم برائے انتخابات) فوت ہو جاتا۔ اس لئے انہوں نے

قادیان کے خلاف صف آرائی

شروع کر دی۔ جس میں مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ توجہ ان کی طرف منعطف ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول ہونے کی توقع تھی۔ اور خطرہ کم سے کم تھا۔ اس جنگ میں عامۃ المسلمین کی تائید احرار کے شامل حال تھی۔ سکھ اور ہندو اور عیسائی بھی احرار کی پیٹھ ٹھونک رہے تھے۔ اور حکومت بھی بعض وجوہ سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی تھی۔ اس لئے اس طرف سے بھی احرار کو کوئی خاص خطرہ نہ تھا۔ چنانچہ وسعادیان احرار کا اندازہ صحیح نکلا۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسے ہوئے۔ بہت بڑے بڑے جلوس نکلے۔ کانفرنسیں ہوئیں۔ چندہ جمع ہوا۔ ہر طرف احرار ہی احرار کا نام گونجنے لگا۔ اور لطف یہ کہ نقصان ذرہ برابر بھی نہ ہوا۔ ایک صاحب کسی تقریر کی بنا پر ماخوذ ہوئے۔ تو ان کو کوئی پندرہ منٹ قید کی مضحکہ خیز سزا دی گئی۔ جس سے ایسی تقریروں کا سدباب ہونے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ حکومت نے احرار کو قادیان کے گرد آٹھ آٹھ میل کے اندر جلسہ کرنے سے منع کر دیا۔ احرار نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس لئے کہ خلاف ورزی احکام کا

نتیجہ قید و بند

ہوتا۔ اور انتخاب کا خواب پریشان ہو جاتا۔ غرض احرار اسلام اپنی احتیاط حکومت کے اغماض اور مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں کی حمایت سے سارے صوبے میں اپنا کوس لمن الملک بجانے لگے۔ اور کسی کو اس امر میں شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ کہ آئندہ انتخابات میں احرار اسلام کو خوب ووٹ ملیں گے۔ یہاں تک کہ مسجد شہید گنج کا قضیہ شروع ہو گیا۔ احرار نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ کیونکہ اس میں خطرات تھے۔ اور آگے انتخابات آ رہے تھے۔ اس ذرا سی لغزش نے احرار کا تختہ الٹ دیا۔ اور آج خال خال احراریوں کے سوا باقی تمام مسلمان مجلس احرار کے مخالف ہو رہے ہیں ؎

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

یہ تو جو کچھ ہوا۔ مجلس احرار کے لئے اچھا یا برا ہوا۔ لیکن جن مسلمانوں کو اسلامی سیاسیات سے کماحقہ آگاہی ہے۔ جو کسی پارٹی کی نذر گذاشت نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی سیاسی مصلحتوں کی حفاظت چاہتے ہیں۔ وہ احرار اسلام کی اس خلاف قادیان تحریک پر بے حد مضطرب ہو رہے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ احرار نے اپنے قدیم مسلک کے خلاف یہ جو

فرقہ بندی کی جنگ

چھیڑی ہے۔ اس کا نتیجہ اتحاد بین المسلمین کے حق میں نہایت مضر ہوگا۔ وہ احرار کو سمجھاتے بھی تھے۔ کہ تم اپنے پرانے طریق پر سیاسی خدمت میں مصروف رہو۔ اور ان فرقہ پرستانہ جھگڑوں میں نہ پڑو۔ لیکن احراری نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا تھا۔ اس لغویت کو یہاں تک ترقی دی گئی کہ جابجا احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ قراردادوں کی صورت میں ہونے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عامۃ المسلمین بیچارے کیا جانیں کہ وہ اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ ان کو تو جو کچھ لیڈروں نے کہہ دیا وہی کرنے لگے۔

لیکن ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ گذشتہ سالہا سال کے دوران میں سیاسی حیثیت سے مسلمانوں نے جو سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ وہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے فرقے کو جو ان کے دو ٹکڑ دفتر میں شامل ہے۔ اپنے ہاتھوں اس دفتر سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ کیا دنیا کی آئینی تاریخ میں اس حماقت کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ کہ ایک قوم جس کی اکثریت محض ایک دو فیصدی تسلیم کی گئی ہو۔ وہ دوسری قوموں اور جماعتوں کو اپنے میں ملانے کی بجائے اپنے ہی سیاسی جسم کے بعض حصوں کو کاٹ کر پھینک دینے پر تل گئی ہو۔ اگر یہ مطالبہ اقلیت کی طرف سے پیش ہوتا۔ کہ ہم اس اکثریت کے ہاتھوں بے حد تنگ ہیں۔ ہمیں علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے تو ایک بات بھی تھی۔ کیونکہ دنیا بھر میں اقلیتیں علیحدہ حقوق مانگتی چلی آئی ہیں۔ لیکن یہاں

اکثریت کی طرف سے یہ تجویز

پیش ہو رہی تھی۔ کہ فلاں جماعت کو ہم میں سے خارج کر دیا جائے۔

احمدیوں کی سیاسی دانشمندی کی داد دینی چاہیئے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کو الگ کر دینے کا شور و غوغا ایک کان سنا اور دوسرے کان سے اڑا دیا۔ ورنہ وہ بھی اگر علیحدگی کا مطالبہ شروع کر دیتے۔ تو حکومت بہت جلد اسے منظور کرنے پر مجبور ہو جاتی۔

آج ملت کے سامنے مسجد شہید گنج کا مسئلہ سبقت و اولیت رکھتا ہے۔ اور مسلمانان ہند باقی تمام مسائل کو پس پشت ڈال کر اسی پر اپنی توجہات کو مرتکز کر رہے ہیں۔ احرار اسلام کا یہ طریقہ بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ کہ وہ شہید گنج کے مسئلہ میں بھی قادیانیت کی بے وقت شہنائی بجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے۔ کہ مسلمان اس قسم کی فرقہ بندانہ آواز پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہم انہیں پھر بیوقوف بنا کر کچھ مدت تک اپنے جلسوں اور جلوسوں کو پر رونق بنا سکیں گے تا آنکہ انتخابات کا وقت آ جائے۔ ہم نے احمدیوں کے بڑے بڑے دشمنوں کو ۲۰۔ستمبر کے جلوس میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ احراری جھنڈوں پر یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ "مرزا غلام احمد کافر ہے"۔ مسجد شہید گنج کو مرزا غلام احمد کے کفر و اسلام سے کیا تعلق ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ

یہی تو ایک سہارا ہے

جس پر مجلس احرار اسلام زندگی بسر کر رہی ہے۔ اگر مخالف قادیان تحریک سے کے احیاء کی امید احرار کا ساتھ چھوڑ دے۔ تو آج فضا ان کے لئے جس قدر ناسازگار ہے اس میں اس مجلس کا زندہ رہنا محال ہو جائے۔

اب بعض حلقوں سے پھر یہی آواز بلند ہو رہی ہے۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ ہم پھر یہی عرض کریں گے۔ کہ اس قسم کا مطالبہ مسلمانوں کی سیاسی خودکشی کا مترادف ہوگا۔ جو لوگ خواہ وہ کتنے ہی عظیم المرتبت ہوں، ایسا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی سیاسی زندگی، ان کی مذہبی فرقہ بندی اور ان فرقوں کے باہمی تعلقات کی پیچیدگی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ اور محض عوام کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کی لغویات کہہ رہے ہیں۔ جس کو سن کر انگریز اور ہندو قہقہے لگاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہ قوم اسی طرح اپنے جسم کا ایک ایک عضو کاٹ کر پھینکتی چلی جائے گی۔ اور ختم ہو جائے گی۔ گاندھی اور مالوی اپنی قوم کی عظیم الشان اکثریت کے باوجود چوہڑوں اور چماروں تک کو گلے لگا رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ ہندوؤں کے ووٹ زیادہ ہو جائیں۔ اور پنجاب کے مسلمان اپنی بے حقیقت سی اکثریت کے باوجود ایک اچھی خاصی

کلمہ گو تعلیمیافتہ منظم جماعت

کو اپنے سے علیحدہ کر دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے ووٹ پہلے سے کم ہو جائیں۔ یہ خودکشی نہیں تو کیا ہے۔ اس مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں پر انشاء اللہ آئندہ اظہار خیال کیا جائے گا۔ ہر مسلمان سے گذارش ہے۔ کہ ان معروضات کو غور سے پڑھے۔ اور اس سیاسی خودکشی کو حتی الامکان روک دینے کی کوشش کرے۔

زکوٰۃ کیوں دی جاتی ہے

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق بڑھے۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت حاصل ہو۔ ایثار کا مادہ پیدا ہو۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کی دوا نہیں۔ بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف و مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

پس اگر آپ پر اس سال زکوٰۃ واجب ہے۔ تو اس کی جلد ادائیگی سے ثواب حاصل کریں۔

یاد رہے کہ سال سے مراد قمری سال ہے نہ کہ شمسی یعنی چاند کے حساب سے ایک سال۔ اور شروع سال سے وہ تاریخ مراد ہے جس میں صاحب نصاب شخص نصاب کا مالک ہوا ہو۔ (ناظر بیت المال)

امانت تحریک جدید

"صدر انجمن احمدیہ میں تو روپیہ رکھو انے کی لوگوں کو عادت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن میں تحریک جدید کے لئے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنا روپیہ وہاں بھی رکھیں۔" (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اس امانت میں روپیہ جمع کراتے وقت دست امانت تحریک جدید کے الفاظ ضرور لکھا کریں۔ (افسر امانت تحریک جدید)

تحریک جدید دفتر اول کے اٹھارھویں سال کا چندہ

۲۹ رمضان المبارک تک ادا کرنیوالے مجاہد

۱۲

ذیل میں یہ فہرست شائع کرتے ہوئے اس خطرہ کو یاد دلایا جاتا ہے۔ جو کہ گذشتہ سال تحریک کی کمی آمد کے سبب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محسوس فرمایا۔ اور احباب کرام کو توجہ دلائی تھی۔ کہ تحریک جدید کے چندہ کو جلد سے جلد ادا کریں۔ اس سال کی ادائیگی گو گذشتہ سال سے زیادہ تو ہے۔ لیکن ابھی خطرہ ہے کہ عہدیدار آخری مہینے کے ادا کرنے کے خیال پرستی اور غفلت سے کام نہ لیں۔ اسی واسطے وکالت مال نے ہر ایک جماعت کے وعدے اور وصولی کی میزان کر کے ان کو آگاہ کر دیا ہے کہ ابھی آپ کے لئے بہت سا کام باقی ہے

۳۱ جولائی تک ستر اسی فی صدی تک اپنے وعدے سو فی صدی ادا کرنیوالی جماعتوں اور ان کے اچھا کام کرنیوالے کارکنوں کے نام حضور کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ اور ایسے افراد کے نام بھی پیش کئے جائیں گے جو اپنے وعدے ۳۱ جولائی تک سو فی صدی پورے کر دیں گے۔ یہ جماعتوں کارکنوں اور وعدہ پورا کرنیوالے احباب کی فہرست اخبار میں بھی شائع ہو گی۔ کیونکہ ۳۱ جولائی کی تاریخ سابقون الاولون میں آنے کے لئے تحریک جدید میں آخری میعاد ہے۔ پس ہر جماعت آج سے اپنی پوری کوشش سے کام کرے تا اس کی جماعت کا وعدہ بحیثیت جماعت کم از کم ۳۱ جولائی تک ستر اسی فی صدی ہو جائے۔ فہرست یہ ہے۔

نام	رقم
صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب ربوہ	۲۵/-
سیدہ ام میاں مظفر احمد صاحب	۱۱۰/-
منشی فتح دین صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری	۲۸/-
چوہدری عبد الباری صاحب محاسب	۵۴/-
مولوی ظفر الاسلام صاحب انسپکٹر بیت المال متعلقین	۴۰/۸
چوہدری سلطان احمد صاحب پیرکوٹی از خود	
میاں پیر محمد صاحب پیرکوٹی ربوہ	۱۴/۸
ملک فضل الدین صاحب دفتر خدام الاحمدیہ	۱۷/۴
مولوی جلال الدین صاحب شمس ربوہ	۳۰/-
منشی عبد الحمید صاحب آصف دفتر وکیل الدیوان	۱۴/۸
چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل اعلیٰ	۱۶۵/۸
مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری	۱۵۸/-
مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری خود	۴۵/-
” ” ” والدین مرحومین	۲۳/-
” ” ” بچگان	۱۲/-
چوہدری محمد علی صاحب ایم اے	۷۰/-
” عبد الرحمن صاحب بنگالی	۱۲۵/-
” نصیر احمد صاحب دفتر صنعت	۸۵/-
میاں محمد رمضان صاحب مددگار کارکن دفتر صنعت	۴۰/-
ملک ولایت خان صاحب آڈیٹر تحریک جدید	۱۳/-
فاطمہ بانو صاحبہ اہلیہ محمد یحییٰ خانصاحب مرحوم ربوہ	۱۴/-
مرزا محمد حسین صاحب چیچی مسیح ربوہ	۸/۹
مولوی عبد المغنی خانصاحب پنشنر	۳۰/-
ماسٹر مولا بخش صاحب مرحوم از مولوی عطاء الرحمن صاحب	۲۰/-
استانی برکت بی بی اہلیہ میاں اللہ یار ٹھیکیدار	۱۳/-
استانی سردار بیگم صاحبہ	۲۶/۱۲
چوہدری محمد شریف صاحب ابن محمد یعقوب سیالکوٹ	۸/۲
ایم محمد حسین صاحب سیالکوٹ	۳۶/-
مرزا غلام نبی صاحب پورن نگر سیالکوٹ	۳۴/-
اہلیہ صاحبہ ” ”	۱۰/۸
فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد دین صاحب پال مرحوم	۴۰/-
سیدہ رفعت صاحبہ	۱۳/-
مستری غلام قادر صاحب بنگالہ بدوملہی	۶/۴
اہلیہ صاحبہ ” ”	۶/۴
قریشی عبد الرزاق صاحب نوشہرہ ککے زئیاں	۲۷/-
ماسٹر یعقوب علی صاحب گھنوکے ججہ سیالکوٹ	۱۷/-
مولوی محمد رشید صاحب سیکرٹری مال	۱۱/۵
(دوسروں کے وعدوں پر توجہ فرمادیں)	
میاں محمد عبد اللہ صاحب چونہ فروش ڈسکہ	۱۱/۴
اہلیہ صاحبہ ” ”	۵/۸
میاں فضل الدین صاحب ملیانوالہ	۱۴/-
چوہدری محمد طفیل صاحب لائلپور قادر آباد	۷۴/-
(گذشتہ سال کا بقایا -/۲۶ بھی ادا کر دیا)	
قریشی نور الحسن صاحب کوٹلی ہرنرائن	۴/-
ملک عبد المالک صاحب حلقہ سول لائن لاہور	۳۸/-
حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی دروازہ	۲۰۰/-
چوہدری عبد الجلیل خانصاحب راجگڑھ لاہور	۱۰۰/-
خورشید بیگم صاحبہ ہمشیرہ عباس احمد مرحوم ماڈل ٹاؤن	۱۵/-
چوہدری غلام میراں صاحب اسلامیہ پارک لاہور آپ نے سال ۱۱ سے سال ۱۸ تک ہر سال کر کے اٹھارہ سال پورے کر دیئے۔ اٹھارھویں سال میں -/۵/۱۱ وعدہ تھا	۸۹/-

اعلان برائے سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ

مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندگان سے عہد لیا تھا۔ کہ دفتر بہشتی مقبرہ کو تفصیل چندہ مکمل ہر ماہ ہر موصی کے متعلق بھیج دیا کریں گے۔ لیکن اس کی تعمیل نہیں ہو رہی۔ جملہ عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں ادائیگی چندہ کی تفصیل کوپن نمبر معہ نام و نمبر وصیت موصیوں کے ارسال فرمایا کریں۔ اگر عہدیداران کی طرف سے اس کی تعمیل نہ ہوئی۔ تو حسابات کے غلط ہونے کی ذمہ داری ان پر ہو گی۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

قابل توجہ موصیان

جن موصیوں کے فارم اصل آمد پر ہو کر آ گئے ہیں۔ ان کو مکمل چندہ کا حساب بھجوایا جا رہا ہے۔ جن کے ذمے چھ ماہ سے زیادہ کا بقایا ہو۔ وہ جلد سے جلد بقایا ارسال فرمائیں۔ کیونکہ قاعدہ ۵۰۹ب میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ جن موصیوں کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زیادہ کا بقایا ہو۔ ان کی وصایا منسوخ کر دی جائیں۔ ہاں اپنی معذوری ظاہر کر کے بقایا کی ادائیگی کی مہلت معینہ مدت کی لے سکتے ہیں۔ یا قسط مقرر کر کے اطلاع دے سکتے ہیں۔ اس صورت میں قسط باقاعدہ بھیجنی ہو گی۔ قسط کے علاوہ ماہوار چندہ باقاعدہ بھیجنا ہو گا۔ جو شخص مہلت لے کر قسط باقاعدہ ادا نہ کرے گا۔ اس کی وصیت بھی منسوخ کر دی جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے یہ دوسرا عہد کر کے پورا نہ کیا ہو گا۔ اب بھی موصی دوست توجہ نہ فرمائیں گے۔ تو نتیجہ کے وہ خود ذمہ دار رہوں گے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اعلان نکاح

مکرم منصور احمد صاحب ابن مکرمی ملک غلام احمد صاحب کا نکاح محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ بنت شیخ غلام باری صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس سے بعوض پانچصد روپیہ حق مہر پر مکرمی ملک حبیب الرحمن صاحب نے مورخہ ۲۷ اپریل کو بمقام صدر گوگیرہ پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ احباب جماعت، صحابہ حضرت مسیح موعود اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

(خاکسار عبد الحق ناصر منٹگمری شہر)

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی سخت تاکیدی فرمان

”مہدی کے ظہور کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے، کہ اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے (مسلم)“

یہ نہایت ہی سخت تاکیدی حکم ہے۔ احمدی جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچائے۔ اس کی آسان راہ یہ ہے کہ آپ اپنے علاقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کے ایڈریس روانہ فرمائیے۔ ہم یہاں سے ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

جماعت احمدیہ کے خلاف موجودہ مہم کی تہ میں جو مقصد کارفرما ہے وہ خالصۃً سیاسی ہے

بقیہ صفحہ اول

اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ صلاح و مشورے کے مجوزہ نظام کو ہندوستان کے خلاف ایک غیر دوستانہ اقدام پر محمول کیا جائے گا۔ چنانچہ مجوزہ نظام کی بجائے وہ عرب ایشیائی گروپ کی تشکیل کے حق میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

حسب معمول اس جھوٹ کو بھی ہوا دی جا رہی ہے کہ پاکستان برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اور وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ میں برطانوی مفادات کو تقویت پہونچائی جائے "رد قادیانیت" کی مہم جو دیکھتے ہی دیکھتے اس طرح بھڑک اٹھی ہے کہ گویا یہ ساٹھ سال پرانی مذہبی تحریک (جماعت احمدیہ) اچانک آج ہی معرض وجود میں آئی ہے۔ (دراصل پاکستان کے خلاف بعض عناصر کے گٹھ جوڑ سے متعلق) اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس مسئلہ کا مذہبی پہلو خواہ کچھ ہی ہو۔ اس بات میں شک کی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ قادیانیوں کے خلاف نئی مہم کی تہ میں جو مقصد کارفرما ہے وہ خالصۃً سیاسی ہے۔ یہ اس اسلامی بلاک کی تشکیل پر جس کی روح رواں پاکستان کے وزیر خارجہ ہیں۔ ایک ضرب کاری ہے۔ خواہ اسلام خطرے میں ہے یا نہیں یہ حقیقت ہے کہ گٹھ جوڑ اور چالبازی کے اس شاخسانہ اقدام کی وجہ سے پاکستان کی سالمیت اور دنیائے اسلام کے استحکام کے لئے شدید خطرہ پیدا کر دیا گیا ہے۔ اگر فرقہ وارانہ اختلافات کے طوفان کو ایک دفعہ راہ پانے کی اجازت دے دی گئی تو پھر یہ طوفان روکے بھی نہ رک سکے گا۔ قیام پاکستان کے لئے جو جدوجہد شروع کی گئی تھی۔ وہ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس حال میں کہ کشمیر پر بھارت کا قبضہ ہے۔ پاکستان علاقائی زبردستی سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ طاقتیں جو اکھنڈ بھارت کی حامی ہیں۔ اس موقعہ کی تاک میں ہیں کہ تقسیم برصغیر کو کالعدم قرار دے دیں۔ ہم مسٹر نورالامین وزیر اعلیٰ مشرقی بنگال کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ایسی ہی ایک مذموم کوشش کو جس کا مقصد مشرقی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہونچانا تھا بروقت اقدام سے ناکام بنا کر رکھ دیا۔ وہ لوگ جو کسی نہ کسی بہانے اور کسی نہ کسی شکل میں پاکستان کے استحکام کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ دراصل وہ "ففتھ کالم" کا کردار کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ مسلم لیگی جو اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیتے ہیں وہ قائد اعظم کے ورثہ "اتحاد۔ تنظیم اور یقین" سے بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے لئے اس تنظیم (مسلم لیگ) میں کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیئے۔ قوم کو قائد اعظم کے اسلام اور ملاں کے اسلام میں تمیز کرنی ہوگی۔ قائد اعظم کے اسلام میں کوئی فرقہ نہیں تھا۔ ان کے نزدیک ہر شخص مسلمان تھا اور بس۔ قائد اعظم عالم دین نہیں تھے۔ لیکن انتہائی راست روی اور سادگی کی بدولت آپ کو قرآنی تعلیمات کی وجدانی تفہیم میسر تھی۔ جو فی الجملہ اس آیہ کریمہ میں مذکور ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ ولا تفرقوا۔ یعنی مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنا شیرازہ دمیت بکھیرو۔ قرآن کے پیش کردہ اسلام کی یہ صحیح تفہیم ہی جسے قائد اعظم نے اپنے کردار سے دوبارہ زندہ کیا تھا۔ پاکستان کے تحفظ اور اس کی خوشحالی کی ضامن ہے۔ پاکستان کے خلاف بیرونی عناصر کی چلائی ہوئی یہ جارحانہ مہم اس مملکت کے مستقبل کے لئے ایک خطرہ عظیم سے کم نہیں ہے۔ اس لئے مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ وہ فوری طور پر اس کے تدارک کا انتظام کرے:

قائد اعظم کے ورثہ کو کھلا چیلنج

وزیر اعظم اور صدر مسلم لیگ ہونے کی حیثیت میں الحاج خواجہ ناظم الدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس چیلنج کا جواب دیں۔ جو قائد اعظم کے ورثہ اتحاد۔ تنظیم اور یقین کو تشدد سے دیا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس کا تعلق سارے پاکستان سے ہے۔ اس کا آغاز کراچی ہی سے ہونا چاہیئے تھا لیکن ظاہر ہے کہ اس ایجی ٹیشن کے لئے پنجاب کی فضا بہت سازگار ہے۔ کہ جہاں پریس کو اس بات کی کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔ کہ وہ دن رات پاکستانی شہریوں کے ایک طبقہ کے خلاف منافرت و عصبیت کا راگ الاپتے ہیں۔ فی الاصل یہ شورش سیاسی نوعیت کی ہے۔ اس سوچی سمجھی سکیم کا مقصد یہ ہے کہ ایک ہی نشانہ سے بیک وقت دو شکار مارے جائیں۔ اول تو یہ شورش کشمیر کے مسئلہ سے قوم کی توجہ ایسے وقت میں ہٹا دے گی۔ جبکہ یہ انتہائی نازک مرحلہ میں داخل ہو رہا ہے۔ دوسرے اسلامی بلاک کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکے گی۔ تیسرے دنیا کی نگاہ میں پاکستان مذہبی سر پھروں کی ایک ایسی سرزمین بن کر رہ جائے گا۔ کہ جس میں جمہوریت کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی۔

اب جبکہ اس شورش اور اس ایجی ٹیشن کا منبع دہلی کابل گٹھ جوڑ کی صورت میں منظر عام پر آ گیا ہے۔ قوم کو اس کی ہمت افزائی سے قبل بار بار سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ چیز بالآخر کس صورت حال پر منتج ہوگی۔ اس کی ہمت افزائی خود دشمن کا کردار ادا کرنے کے مترادف ہے:

مرزا صاحب کی تحریروں میں کفر کے شواہد نہیں ملتے

بلکہ

نصرت دینی اور حمایت اسلام ہی کے جذبات ملتے ہیں

مولانا عبدالماجد دریابادی کا بیان

منقول از صدق جدید ۱۰ اگست ۱۹۵۱ء

"کفر جو اصلاً ترجمہ ہے اللہ و رسول سے بغاوت و سرکشی کا۔ اس کے شواہد شاید مرزا صاحب کی تحریروں میں نہ مل سکیں۔ بلکہ اس کے برعکس دین اور حمایت اسلام ہی کے جذبات کی افراط ملے گی۔ گو ان میں دعوے اپنے متعلق نہایت درجہ غلو بلکہ ناقابل برداشت حد تک غلو کے ملیں گے۔ . . . . لیکن پھر بھی دائرہ اسلام کے اندر باقی رہنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے"۔

مصائب کا علاج

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے لئے مصائب سے بچنے کا طریق بیان فرمایا ہے۔ فرمایا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کہ مشکلات اور مصائب سے بچنے کے لئے صبر نمازوں اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی مدد چاہو۔ پس اللہ تعالےٰ کی بتائی ہوئی تدبیر موجودہ فتنوں اور ابتلاؤں سے بچنے کا واحد علاج ہے۔ لہذا خدام کو فرض نمازوں میں دعا کے علاوہ تہجد اور نوافل کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ قبولیت دعا کا بہترین وقت تہجد کی نماز کا وقت ہے:

امید ہے کہ خدام تہجد میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔ اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی مدد اور نصرت کو حاصل کر کے ان مصائب سے نجات حاصل کریں گے:

مہتمم تربیت و اصلاح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ لاہور

ضرورت کلرک

دفتر پراویڈنٹ فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے لئے ایک ہوشیار حساب دان اور محنتی کلرک کی ضرورت ہے۔ تعلیم کم از کم میٹرک پاس یا مولوی فاضل پاس ہو۔ تنخواہ صدر انجمن احمدیہ کے مقررہ گریڈ ۸۰/۳/۵۰ کے مطابق ابتدا میں ۵۰ روپے ماہوار ہوگی۔ ۴۰ روپے ماہوار مہنگائی الاؤنس اس کے علاوہ ہوگا۔

خواہشمند احباب جلد از جلد اپنی درخواستیں پریذیڈنٹ یا امیر جماعت احمدیہ کی تصدیق کے ساتھ ارسال کریں۔ (افسر پراویڈنٹ فنڈ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

درخواست دعا۔ میری بھتیجی امۃ الباسط بی رضہ بخار بیمار ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ امۃ القیوم بنت شیخ عبدالرحمن نائب تحصیلدار نانڈلیانوالہ

درخواست دعا

(۱) شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ (مشرقی افریقہ) اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر مبلغ مشرقی افریقہ مورخہ ۱۵ جولائی کو ممباسہ سے روانہ ہو کر ۱۷ جولائی کو کراچی پہونچ جائیں گے۔ احباب ان کے بخیر و عافیت پہنچنے کی دعا کرتے رہیں۔ (وکیل التبشیر)